رجسٹرڈ نمبر [illegible]

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔

جلد ۳۶ — بسم اللہ الرحمن الرحیم — نمبر ۲۱

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین کتاب اللہ و سنتی

اخبار اہلحدیث امرتسر

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ برجان مسلم داشتن

دفتر اہلحدیث کٹرہ بھائی امرتسر

مدیر مسئول ابوالوفا ثناء اللہ

تاریخ اجرا ۲۲ شعبان ۱۳۲۱ھ — ۱۳ نومبر ۱۹۰۳ء

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبوی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔
(۲) مسلمانوں کی عموماً اور جماعت اہلحدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔
(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔
(۲) جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔
(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہوں گے
(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا۔ وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔
(۵) بیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہوں گے۔

شرح قیمت چندہ

سلاطین و رؤسائے ریاست سے سالانہ [illegible]
شہزادوں و جاگیرداروں سے ″ [illegible]
عام خریداروں سے ″ [illegible]
″ ″ ششماہی [illegible]
ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ
فی پرچہ - - - - ۲

اجرت اشتہارات کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابوالوفا ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہئے۔

(۳۹۳)

امرتسر ۴ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۲۴ مارچ ۱۹۳۹ء یوم جمعہ

فہرست مضامین

نظم (کل اور آج) - - - ص۱
انتخاب الاخبار - - - ص۲
ام منڈلی۔ آریہ اور حیدرآباد دکن - - - ص۳
جماعت اہلحدیث میں ایک آواز - - - ص۴
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم - - - ص۵
آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس - - - ص۶
[illegible] - - - ص۷
[illegible] - - - ص۸
[illegible] - - - ص۹
[illegible] - - - ص۱۰
[illegible]

کل اور آج

(از قلم مولوی ابوالحاذق محمد حبیب اللہ صاحب [illegible])

کل بلندی پر ستارہ تھا ترے اقبال کا
آج ہے قعر مذلت میں ذلیل و خوار تو

کل تری قوت سے گردوں لرزہ بر اندام تھا
آج دنیا کی نظر میں ہے نحیف و نزار تو

کل تھا گویا شورش طوفاں ترا جوش عمل
آج عالم بھر میں علانیہ ہے بیکار تو

کل زمانے کے خزانے سب ترے قبضے میں تھے
آج کھو کر ساری دولت ہو گیا نادار تو

کل اخوت اور ہمدردی میں تو ممتاز تھا
آج اپنے بھائی سے ہے برسر پیکار تو

کل حکومت تھی تری تو ہر طرح سے آزاد تھا
آج محکومی سے ہے اک جنس [illegible] تو

کل تھا نازاں آدمیت پر ترے علم و ہنر
آج اس نادانی کا ہوا ہے باعث صد عار تو

کل تھی [illegible]
آج اے بزدل نہیں ہے قابل ایثار تو

[illegible] ہے فقر کر [illegible] کے ساتھ
[illegible] ابرار تو

آفس شروع سے انہی کے ہاتھوں میں ہے![1]

میرے خیال میں یہ صوبائی تعصب ہماری جماعت کے لئے زیبا نہیں۔ ایک اہل حدیث خواہ پنجاب میں ہو خواہ بمبئی میں وہ ہمارا فرد ہے۔ ہمیں اس سے صوبائی تعصب رکھنا قطعاً غیر مناسب ہے۔ یہاں پنجابی بہاری کا سوال نہیں بلکہ اصل سوال کام کا ہے۔ پنجاب سے کانفرنس کے قیام کے متعلق آواز اٹھی ملک کے تمام صوبوں نے اس کا ساتھ دیا۔ حافظ حمید اللہ صاحب نے کانفرنس کی خدمات میں نمایاں حصہ لیا، فنانشل سکرٹری مقرر ہوئے۔ یہ کوئی شرط نہیں کہ کانفرنس کا قلم حافظ حمید اللہ صاحب ہی کے ہاتھوں میں محفوظ ہے۔ تو ہماری جماعت کا کوئی شخص حافظ حمید اللہ صاحب سے زیادہ کام کرنے والا اٹھے وہ فنانشل سکرٹری مقرر کیا جاتا ہے صوبائی تعصب کی بنا پر کسی کے کارناموں کو نظر انداز کر دینا کہاں کا انصاف ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ ہر سال عہدہ داروں کا جدید انتخاب ہونا چاہئے۔ اس کے متعلق ہمیں نہایت ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ ابھی انگریزوں کی حکمرانی کو ہندوستان میں زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن افسوس ہے کہ ہم اس قدر ذہنی غلامی میں مبتلا ہیں کہ اپنے تمام کاموں میں یورپ کی تقلید کو پیش پیش رکھتے ہیں۔ اور اپنی کانفرنسوں کے اصول و آئین وہی رکھتے ہیں جو یورپ میں مروج ہیں کانفرنس کی صدارت کے متعلق میرا خیال یہ ہے کہ جماعت کے تمام اصحاب رائے مل کر غور و فکر کریں اور اس کے بعد کانفرنس کی کرسی صدارت کو اس کی زندگی تک کے لئے حوالہ کر دیں[2] اس کی ذات پر ہمیں کامل یقین و اطمینان ہو اور جب تک اسلامی اصول کے مطابق اس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو اسلام کے صریح خلاف ہو تو ہمیں اس کی صدارت میں کسی قسم کا اعتراض نہ ہونا چاہئے۔ اب رہی یہ بات کہ ہماری جماعت میں ایسے افراد پیدا نہ ہو سکیں گے جو آئندہ چل کر کرسیٔ صدارت کے فرائض کو انجام دے سکیں۔ تو اس کے متعلق میرا خیال ہے کہ صوبائی کانفرنسوں کے صدر یقیناً آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس کے صدر کے بعد اس کی جگہ پر کام کرنے کے اہل ہونگے۔ صدر کی معاونت کے لئے ایک مجلس شوریٰ قائم کر دی جائے۔ لیکن مجلس شوریٰ کا فیصلہ ووٹ کے ذریعہ نہیں کیا جائے بلکہ صدر کی اجازت کے بعد اس کا فیصلہ ہو۔ مجلس شوریٰ کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ جماعت کے صائب الرائے حضرات جناب صدر کے سامنے مسئلہ کے مختلف پہلوؤں کو پیش کر دیں اور اس کے بعد وہ وہی کریں جو صدر کا حکم ہو۔ اس طریقہ پر نظام اچھی طرح قائم رہ سکتا ہے اور یہی اسلامی طریقہ کار بھی تھا۔

کانفرنس میں شرکت کئی سال کے بعد کانفرنس کا یہ سالانہ اجلاس ہو رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سے اہم مسائل پر غور و خوض کرتا ہے۔ اس لئے ہمیں جوق در جوق کانفرنس میں شرکت کرنی چاہئے۔ میں اگرچہ پنجاب سے بہت دور رہتا ہوں لیکن خیال ہے کہ کانفرنس میں شریک ہوں[3]۔ امید ہے کہ قریب کے لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونگے اور اپنی کانفرنس کو کامیاب بنانے میں ہر ممکن کوشش کرینگے۔

(بقیہ حاشیہ از صلا)

مولانا عبدالوکیل صاحب - مولانا عبدالحنان صاحب غرض دہلی کے جملہ اہل حدیث بمع خاندان حضرت میاں صاحب مرحوم اس کے ممبر رہے۔ یہاں تک کہ مولوی عبدالوہاب صاحب صدر بازار والے اور حافظ حکیم عبدالوہاب صاحب بھی اس کے ممبر رہے۔ اور مجلس شوریٰ میں بھی شرکت کرتے رہے۔

سامرود تو دہلی سے بہت دور ہے اس لئے ان کا ایسا کہنا تو کچھ تعجب انگیز نہیں ہے۔ لیکن صدر بازار سے ایسی آواز اٹھنا کوئی وجہ نہیں رکھتا بجز اسکے کہ شیخ سعدی کے اس فقرے کی تصدیق کی جائے۔ ع

نزدیکاں بے بصر دور۔ (اہلحدیث)

[1] جہاں تک میرا گمان ہے کانفرنس کے جملہ عہدیدار مع ممبران مجلس شوریٰ اس پر راضی ہیں کہ کوئی اور جماعت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لے۔ بعض دفعہ کچھ ردو بدل بھی ہوا مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی۔ اب بھی اگر کوئی جماعت یا کوئی شخص مستعد ہو کر اس کام کو ہم چلائینگے تو میں اپنی ذات خاص سے اصالتہً، حافظ حمید اللہ صاحب کی طرف سے نیابتاً اعلان کرتا ہوں کہ وہ ہمیں سبکدوش کریں (مگر یہ (اقدام) کام کو ترقی دینے کے لئے ہو نہ کہ تنزل کے گڑھے میں گرانے کے لئے)۔ بے شک ایسے اصحاب جلسہ فنگرواہ میں تشریف لائیں اور کھل مینز کانفرنس میں اس بحث کو اٹھائیں۔ ہم معہ نوح جناب صدر کانفرنس (سلمہ ہ) کے عمر طبعی سے گزر چکے ہیں۔ ہماری خوشی کی حد نہ رہیگی اگر ہم کانفرنس کو ایسی حالت میں دیکھیں جس سے امید ہو کہ ہمارے پیچھے بھی پہلی سی تجدید رہیگی۔ واللہ علی ما نقول شہید۔ (اہلحدیث)

[2] امیر المؤمنین کی طرح؟

[3] آپ مولانا عبدالجبیر صاحب کے ساتھ مزید تشریف لائیے۔ (اہلحدیث)

تردید کفارہ مسیح

(از قلم مولوی عبدالرؤف صاحب جھنڈے نگری)

کفارہ مسیح کے معنی ہیں کہ یہ اعتقاد رکھا جائے کہ حضرت مسیح ہمارے گناہوں کے عوض پھانسی دیئے گئے۔ چنانچہ پولوس (عیسائیوں کا مقدس رسول) کہتا ہے۔ یسوع مسیح نے ہمارے گناہ اٹھا لئے ہمارے لئے لعنتی ہوا ہمیں شریعت کی لعنت سے چھڑا دیا یہ عقیدہ جیسا کچھ ہے اس کی تردید سنے بغیر اس کو ناقابل قبول کہہ سکتے ہیں قرآن مجید میں اس کی تردید کے لئے بہت مختصر لفظوں میں ارشاد ہے۔

لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔ (کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔)

اس ظاہر البطلان عقیدے کی تردید میں مندرجہ ذیل مضمون ملاحظہ فرمائیں۔ (اہلحدیث)

"المائدۃ" مسیحی ماہوار پرچہ نے سنہ رواں کے فروری میں وقوع کفارہ سے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے۔ اور اس مقصد کے ثابت کرنے کے لئے کہ مسیح لوگوں کے گناہوں کے لئے خوشی خوشی مصلوب ہوئے، پُرفریب چالوں سے کام لیا ہے۔ اب ناظرین کے سامنے ہم پہلے انجیل کی عبارت رکھ کر کھلا ہوا مطلب پیش کریں گے بعد ازیں مسیحی نامہ نگار کی تاویل مع الجواب معروض کرینگے۔ واللہ الھادی و ھو الموفق بالصواب۔

بقول عیسائیاں جب یسوع کی جان کنی کا وقت

(۲۹۹)

قریب ہونے لگا تو مسیح مع اپنے شاگردوں کے ایک باغ میں گیا اور وہاں پہنچ کر اپنے شاگردوں سے کہا کہ میری جان نہایت غمگین ہے یہ کہہ کر تھوڑا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یہ دعا مانگی :-

اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ (صلیبی موت) مجھ سے ٹل جاوے۔ (متی باب ۲۶/۳۹)

مرقس میں اس طرح ہے کہ

اے میرے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اس پیالہ (صلیبی موت) کو میرے پاس سے ہٹا لے۔

(۱۴/۳۶)

ناظرین! ان دونوں حوالوں سے صاف ظاہر ہے کہ مسیح صلیبی موت پر راضی نہ تھے۔ مثلاً ایک مریض اگر یوں کہے کہ اے میرے پروردگار اپنے حکم سے تو اس مرض کو دور کر دے تو اس سے کوئی ذی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ مریض اپنے مرض پر راضی ہے۔ اس طرح حضرت مسیح کی فریاد کو سُن کر کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ حضرت مسیح اپنے پیالہ (صلیبی موت) سے راضی تھے۔

اس پر "المائدہ" کے نامہ نگار نے یوں لکھا ہے کہ :-

"خداوند نے اس پیالہ (صلیبی موت) کے خلاف اپنی خواہش کا اظہار کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا تھا کہ میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو پس اگرچہ خداوند مسیح موت کے تلخ پیالہ کو پینا نہ چاہتا تھا۔ لیکن مشیت ایزدی کا پورا کرنا اسکے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر تھا۔ پس اس کی یہ دعا اس کی بے قراری کا اظہار ہے نہ کہ نارضامندی کا۔ پس یہ کہنا کہ یہ دعا رد موت صلیب تھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے"

ناظرین! نامہ نگار کا مذکورہ استدلال اسی انجیلی فقرہ سے ہے کہ میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔ بلا شبہ یہ فقرہ لوقا میں ملتا ہے اور متی میں اس طرح ملتا ہے کہ مسیح نے دوبارہ جا کر دعا مانگی :-

"اے میرے باپ اگر یہ میرے پئے بغیر ٹل نہیں سکتا تو تیری مرضی پوری ہو" (۲۶/۴۲)

ظاہر ہے کہ مسیح نے اپنی دعا کی قبولیت کو خدا تعالےٰ کی مرضی پر موقوف نہیں کیا۔ تاکہ نامہ نگار کا استدلال درست ہو سکے بلکہ مسیح نے خدا تعالےٰ کی مرضی کو رد بلا نہ کر سکنے پر موقوف کیا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنے آپ کو بدرجہ مجبوری خدا تعالےٰ کے سپرد کیا ہے۔

ناظرین! متی کے فقرہ کو اس مثال کی روشنی میں سمجھیں۔

مثال ایک شخص اپنے افسر اعلیٰ سے بار بار کہتا ہے کہ سرکار مجھ کو جیل کی سزا سے بچا لیجئے اور پھر منہ کے بل گر کر التجا کرتا ہے کہ سرکار آپ کے بس کی بات ہے آپ مجھ کو اس بلا سے چھڑا لیجئے۔ اور پھر آخر میں باصول قہر درویش بر جان درویش یہ بھی کہتا ہے کہ اچھا سرکار اگر بغیر سزا یافتہ ہونے کے میں بچ نہیں سکتا تو آپ ہی کی مرضی پوری ہو۔ تو کیا شخص مذکور کے ایسی التجاؤں اور فریادوں سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ سزائے جیل پر رضا مند ہو گیا اگر عقلاء اس کے رضا مند ہونے کا ثبوت ان فقروں سے نہیں پا سکتے تو مسیح کی بابت انہیں فقروں کے استعمال کے باوجود رضا مند ہونے کا ثبوت کیسے نکل سکیگا۔ ہم نامہ نگار کو مغالطہ نہیں دینا چاہتے۔ اس لئے کھلے لفظوں میں ہم کہتے ہیں کہ لوقا کی عبارت سے ان کا استدلال درست ہوتا اگر متی کے مزید فقرات مذکورہ اسکی تردید نہ کرتے۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسیح کے واقعہ باغ میں اناجیل اربعہ کا یہ حال ہے۔

واقعہ باغ میں اناجیل اربعہ کا طرز یوحنا میں باغ میں جانے کا واقعہ ہے مگر شاگردوں سے دعا کرانے اور کرنے کا کچھ ذکر نہیں۔ اور لوقا میں صرف ایک بار اس طرح دعا کرنے کا ذکر ہے کہ

اے باپ یہ پیالہ مجھ سے ہٹا لے تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو۔

اس کے بعد دوبارہ دعا کرنے کا مطلقاً ذکر نہیں۔ مرقس میں دوبارہ دعا کرنے کا ذکر ہے۔ متی میں واقعہ باغ کے دعا میں تین بار دعا کرنے کا ذکر ہے۔ اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ ہمارا استدلال اس کتاب سے ہے جو اس موقعہ کے بیان میں سب سے زیادہ تفصیلی بیان کر رہا ہے۔ پس جب ہم نے متی جیسے مفصل کتاب کے حوالہ سے مسیح کے دوبارہ سہ بارہ دعا کے حسب ذیل الفاظ کو نقل کر دیا

اے میرے باپ اگر یہ میرے پئے بغیر نہیں ٹل سکتا تو تیری مرضی پوری ہو۔

اور یہ ثابت کر دیا کہ مسیح کی دعا حسب بیان متی رضائے بالموت پر دلالت نہیں کر سکتی۔ تو پھر نامہ نگار کا متی کے فقرات کو نہ نقل کرنا اور دوسری اور تیسری بار کے دعائیہ فقرات کو نظر انداز کر دینا سوائے حق پوشی اور مغالطہ دہی کے کیا ہے۔ حالانکہ عیسائیوں نے متی کو اول الاناجیل قرار دیا ہے۔ اور عہد جدید کی سب کتابوں میں سے اس کو پہلے نمبر پر رکھا ہے۔

علاوہ ازیں مرقس اور متی کا بیان ہے کہ

اس کے بعد جب مسیح گرفتار ہوئے اور عدالت میں حاکم کے روبرو ہوئے اور آخر میں جب صلیب پر لائے گئے تو مسیح نے بڑے زور سے چلّا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"

(متی ۲۷/۴۶ مرقس ۱۵/۳۴)

اب ظاہر ہے کہ مسیح کا یہ شکوہ کہ اے خدا تو نے مجھ کو کیوں نہ بچا لیا اور موت کے لئے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح اس موت کے لئے قطعی راضی نہ تھے۔ حضرت یوسفؑ بچپن میں جب بھائیوں کے ہاتھ تکلیف اٹھاتے ہیں تو وہ یہی کہتے ہیں ؎

کجائی اے پدر آخر کجائی
زحال من چنیں غافل چرائی

اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت یوسف اپنی اس طرح کی شکائت و فریاد کے باوجود اسی زد و کوب میں مبتلا ہونے پر راضی تھے۔ اگر یوسف کی رضا اس شکائت پر ثابت نہیں ہو سکتی تو مسیح کی شکائت کے باوجود رضا کا استدلال کیسے ہو سکتا ہے۔ حالانکہ دونوں شکائتیں متحد المعنی ہیں۔

نامہ نگار کی حیرانی دیکھئے کہ پہلے تو یہ لکھا کہ مسیح کی دعا ان کی بے قراری کا اظہار ہے نہ کہ رضامندی کا (صفہ کالم ۲)

پھر چلتے چلتے یہ لکھا کہ

اس دعا سے ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح

مرنے پر راضی نہ تھا - (صـ۱۱ کالم اول)

تصرف قدرت ہے کہ حق بر زبان جاری گردد کے اصول پر کام لے رہی ہے۔

اس کے بعد نامہ نگار نے لکھا ہے کہ مسیح بذات خود موت پر راضی نہ تھا۔ ورنہ وہ خود کشی ہوتی۔ البتہ خدا کی مرضی کے ماتحت موت قبول کرنے پر آمادہ تھا۔

ہمارے نامہ نگار اگر علم منطق سے شناسا ہوں تو ہم ان سے یہ عرض کرینگے کہ موت پر راضی ہونا مطلق ہے اور کسی کے ماتحت موت پر راضی ہونا مقید ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے کہ انتفاء مطلق سے انتفاء مقید ضروری ہے۔ پس جب آپ نے دعائیہ فقرات کو مدنظر رکھ کر یہ کہدیا کہ وہ مرنے پر راضی نہ تھا تو آپ نے انتفاء مطلق کر دیا۔ تو کسی کے ماتحت رہ کر مرنے پر راضی ہونے کی خود نفی ہو گئی۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

اگر مسیح اپنی موت پر راضی ہوتے تو یہ مقولہ مسیح یوحنا میں مذکور نہ ہوتا۔ جب افسر عدالت نے یسوع سے کہا کیا تو نہیں جانتا؟ کہ مجھے تیرے چھوڑ دینے کا اور صلیب دینے کا اختیار حاصل ہے۔ یسوع نے اسے جواب دیا :-

اگر تجھے اوپر سے نہ دیا جاتا تو تیرا مجھ پر کچھ اختیار نہ ہوتا اس سبب سے جس نے مجھے تیرے حوالہ کیا اس کا گناہ زیادہ ہے۔

معلوم ہؤا کہ مسیح کے سلسلہ گرفتاری سے لیکر حاکم عدالت تک سب گناہ گار ہیں۔ اور ان میں سے سب سے زیادہ گناہ اس کا ہے جس نے مسیح کو گرفتار کرایا۔ اب قابل غور ہے کہ اگر مسیح مصلوب ہونے پر اس لئے راضی تھے کہ لوگوں کے گناہوں کا کفارہ ہو جاویں تو جو لوگ ان کو مصلوب کرانے کا ذریعہ ہوئے ہیں ان کو آپ کیوں گنہگار بتا رہے ہیں۔ جب ان چند گنہگاروں کی بدولت مسیح مصلوب ہو کر دنیا کو نجات دے رہے ہیں تو عقلاً انکو گنہگار نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ قابل تعریف چیز کے ذریعہ ہوئے ہیں۔ علاوہ اس کے جب مسیح موت پر راضی تھے تو براہ راست خود حاضر عدالت ہو کر صلیب پر کیوں نہ چڑھ گئے۔ تاکہ دوسروں کے گرفتار کرنے اور پھر ان کے گناہ گار ہونے کی ضرورت نہ پڑتی۔ آخر اس میں مصلحت کیا تھی کہ بقول عیسائیاں مسیح دوسروں کو گناہ گار بنا کر مصلوب ہوئے؟ دیدہ باید۔

معلوم ہؤا کہ مسیح موت پر راضی نہ تھے اس لئے جو اس کے ذریعہ ہوئے وہ گناہ گار ہوئے۔ پس جب حضرت مسیح کا خوشی خوشی جان دینا ہی ثابت نہ ہؤا تو مسئلہ کفارہ کے منعدم اور باطل ہونے میں کیا شک رہا۔

(باقی آئندہ)

بریلوی مشن

فرقہ غالیہ اور وحدت الٰہیہ

(از قلم مولوی عبد اللہ صاحب ثانی امرتسری)

توحید مذہب اسلام کا مایہ ناز مسئلہ ہے۔ ہر زمانہ میں مسلمان اسی پر فخر کرتے رہے کہ مذہب اسلام نے جیسا توحید باری کو واضح بیان کیا ہے۔ کسی مذہب نے ایسی وضاحت نہیں کی۔ جہاں حضرت مسیح کی الوہیت کی تردید کی وہاں حضرت عزیر کے ابن اللہ ماننے والوں کو بھی توحید کی طرف دعوت دی۔ سورج پرستوں کو توحید سکھائی تو چندرماں کے پجاریوں کو بھی خدا ہی کی طرف جھکایا اور کھلا اعلان فرمایا :-

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ
وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ الآیہ

سورج اور چاند کو سجدہ مت کرو بلکہ ان کے خالق (اللہ) کی پرستش کرو۔

باوجود اس مسئلہ کی پوری وضاحت کے آج ہندوستان کے مسلمان ایسی الجھن میں پڑ گئے ہیں کہ اپنے وہمی عقیدہ کی وجہ سے توحید اسلامی کو بالکل مسخ کر چکے ہیں۔ مولانا حالی مرحوم نے سچ کہا ہے

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہؤا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلی گئی آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

بریلوی خیال کے حضرات تو انتہا درجہ کے غالی ہیں اللہ کے بندوں میں خدائی صفات مانتے اور جانتے ہیں حضرت پیر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف میں اس درجہ غلو کرتے ہیں کہ موحد سننا بھی گوارا نہ کرے۔

محفل گیارھویں ایک کتاب پیر صاحب موصوف کے سوانح حیات پر لکھی گئی ہے جس میں دیگر بے شمار واقعات کے علاوہ ایک واقعہ یہ بھی تحریر ہے کہ حضرت پیر صاحب کے پاس زندگی میں ایک عورت آئی اور اس نے بیان کیا کہ حضرت میرے ہاں انیس ۱۹ لڑکیاں پیدا ہوئیں اب میرا خاوند کہتا ہے کہ اب کے لڑکی ہوئی تو تجھے طلاق دیدونگا۔ چنانچہ عورت کی آہ و بکا سن کر پیر صاحب نے فرمایا لڑکا ہوگا وہ چلی گئی۔ پھر اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ پھر پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ پیر صاحب نے ارشاد فرمایا :-

جا تیری لڑکیاں اب لڑکے بن گئے ہیں۔ (ملخصاً)

ناظرین یہ سوال نہ کریں کہ لڑکیاں اس وقت ۱۸-۱۹ برس کی ہونگی۔ اگر ان کی شادی ہوئی ہوگی تو وہ جب لڑکے بن گئے تو ان کے خاوندوں کا کیا حشر ہؤا ہوگا سامعین سبحان اللہ کہیں اور پیر صاحب کی کرامت (بے ثبوت) پر ایمان لے آئیں۔ ورنہ منکرین کرامت اور وہابی بن جائیں گے۔

اور سنئے! حال ہی میں ہمارے مکرم مولانا ابوالخیر صاحب رحمانی (نسیم آنمی) تحریر فرماتے ہیں کہ کراچی سے ایک اخبار نے ۱۹۳۶ء میں حضرت پیر جیلانی

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبوی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور جماعت اہل حدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔

(۲) جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے

(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا۔ وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔

(۵) بیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہونگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳۶

نمبر ۲۲

اہلحدیث

اخبار امرتسر

یاں ہے سعی اہل ائمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین کتاب اللہ و سنتی

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

دفتر اہلحدیث کٹرہ بھائی امرتسر

مدیر مسئول ابوالوفاء ثناء اللہ

تاریخ اجرا ۲۲۔ شعبان ۱۳۲۱ھ ۱۳۔ نومبر ۱۹۰۳ء

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ	۱۲
رؤسا و جاگیرداروں سے "	۶
عام خریداران سے "	۴
" ششماہی	۲/۸
ممالک غیر سے سالانہ	۱۰ شلنگ
فی پرچہ	۲

اجرت اشتہارات کا فیصلہ

بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار "اہلحدیث" امرتسر ہونی چاہئے۔

امرتسر ۹ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۳۱۔ مارچ ۱۹۳۹ء یوم جمعہ

فہرست مضامین

نظم (خطاب بہ اہلحدیث)	ص۱
انتخاب الاخبار	ص۲
مسئلہ طلاق، خلع اور آریہ	ص۳
آخری فیصلہ پر مباحثہ کی درخواست	ص۴
خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم	ص۵
نئی گراہ چلو	ص۶
میرے تاثرات	ص۶
تردید کفارہ مسیح	ص۸
جماعت اہلحدیث کی جماعتی پراگندگی	ص۱۰
ویدوں کے تراجم اور تفاسیر	ص۱۱
ضروری پیغام مسلمانان عالم کے نام	ص۱۲
فتاویٰ	ص۱۳
متفرقات	ص۱۳
[illegible] اشتہارات	ص۱۴

خطاب بہ اہل حدیث

(از مولوی ابوالحاذق محمد نجیب اللہ صاحب نشتر گورکھپوری حال مقیم مئو اعظم گڑھ)

خرمن باطل کے حق میں برق شعلہ بار بن
گردن باطل پہ حق کی تیغ جوہر دار بن

کوچۂ تقلید میں ہرگز نہ رکھ اپنا قدم
رو برو سنت کے قول غیر سے بیزار بن

رہ کے سرگرم عمل قرآن و سنت پر مدام
ہو تو منظور خدا اور مصطفیٰ کا یار بن

تابکے تجھ میں زیاں کاری یہ غفلت تابکے
ہوش میں آ خواب سے اٹھ اور نیکوکار بن

بزم عالم میں سراپا راز ہے تیرا وجود
نغمۂ توحید کا تو کاشف اسرار بن

غیرت قومی بتا کیوں تجھ سے عنقا ہو گئی
درس خودداری کا دے عالم کو پھر خوددار بن

[illegible] کا تجھے احساس ہونا چاہئے
خواب غفلت چھوڑ اب ہشیار بن ہشیار بن

تیری غیرت پر تری ہی بزدلی ہے حرف زن
اں بہادر بن، نہ بن منت کش اغیار بن

نشتر تیرے دل میں باقی نور ایماں ہے ابھی
پھر ضرورت ہے جہاں میں قابل ایثار بن

تردید کفارہ مسیح

(از قلم مولوی عبدالرؤف صاحب۔ جھنڈے نگر۔ ضلع بستی)

سابقہ پرچہ میں مضمون ہذا کی پہلی قسط درج ہوئی ہے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا صلیب پر چڑھنے کے لئے رضامند نہ ہونا انجیل کے متعدد حوالجات سے ثابت کیا ہے۔ آج بھی اسی مضمون دوسرے حوالوں سے مدلل کیا ہے۔ (مدیر)

مسیح کی دعا بابت رہائی قبول ہو گئی

اناجیل اربعہ متی، مرقس، لوقا، یوحنا میں سے صرف یوحنا میں مسیح کا موت سے رہائی کے لئے دعا مانگنے کا ذکر نہیں ہے۔ باقی تینوں انجیلوں میں مذکور ہے۔ لوقا میں ایک بار دعا مانگنے کا بیان ہے[۲] اب تعجب ہوتا تھا کہ مسیح جیسے برگزیدہ نبی کی دعا مقبول نہ ہو اور دعا بھی ایسی جو نہایت مخلصانہ ہو اور پھر وہ بھی انتہائی تذلل و خاکساری کے ساتھ زمین کے بل گر کر (مرقس) منہ کے بل گر کر (متی) اور گھٹنے ٹیک کر (لوقا) مانگی گئی ہو۔ اور وہ دعا بھی ایسی دردانگیز اور عجاجت آمیز ہو کہ مردود کرنے کے لئے کوئی وجہ باقی نہ چھوڑتی ہو۔ اسی غور میں ہم تھے کہ یہ یاد آیا کہ مسیح کی بہت سی دعائیں انہی اناجیل میں موجود ہیں اور پھر ان کا مقبول ہونا بھی عیاں ہے چنانچہ اندھوں کا اچھا ہونا (یوحنا) مدت العمر مریض کا شفایاب ہونا لنگڑے کا اچھا ہونا (مرقس) گونگے بہرے کا اچھا ہونا (یوحنا $\frac{9}{6}$) مفلوج کا اچھا ہونا (متی $\frac{9}{2}$) کوڑھی کا اچھا ہونا (لوقا $\frac{5}{12}$) ان انجیلوں میں مسیح کی معمولی روا روی کی دعاؤں کی تاثیر سے بتلایا گیا ہے۔ تو پھر کیا وجہ کہ مسیح بھی ایک ایسی دعا اپنے بارہ میں مقبول نہ ہو جو نہایت درجہ عاجزانہ ہو۔ لیکن الحمد للہ کہ بعد از مدت عبرانیوں کے حوالہ سے پتہ لگا کہ مسیح کی دعا مقبول ہو گئی تھی۔ چنانچہ پولوس اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں "اس نے اپنی بشریت کے دنوں میں بلند آواز سے پکار کر اور آنسو بہا بہا کر اسی سے دعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا اور خدا ترسی کے سبب اسکی سنی گئی"۔ (دیکھو عبرانیوں کا نامہ ۵ فقرہ ۷)

جب دعا کی تاثیر ایسی تھی کہ مسیح کو موت سے بچا سکتی تھی اور پھر وہ دعا مسیح کی سن بھی لی گئی تو اس کے صاف معنی یہ ہیں کہ مسیح موت سے بچا لئے گئے۔ فھو المراد۔

اب جب مسیح کی موت صلیب کا واقعہ ہی غلط نکلا تو کفارہ مسیح کے باطل اور بے بنیاد ہونے میں کیا شک رہا۔

مسیح انجیلی حوالوں کی روشنی میں

عیسائی طبقہ کے اعتقاد کے مطابق کفارہ کے لئے ایک معصوم ہستی کا ہونا ضروری ہے۔ اسی بنا پر وہ مسیح کے ماسوا جملہ انبیاء کو غیر معصوم اور خطا کار ثابت کرنے کی کوشش میں رہتے ہیں۔ کسی نبی کو گناہ کبیرہ سے معصوم نہیں مانتے۔

پس جب ہم مسیحی نظریہ کے مطابق ان کی کتاب بائیبل سے حضرت عیسیٰ مسیح کا معصوم ہونا ڈھونڈھنے لگتے ہیں تو ہمیں معاملہ دگرگوں نظر آتا ہے۔

اول الاناجیل متی پر جب ہماری نظر پڑتی ہے تو ہمیں حسب ذیل فقرہ ملتا ہے:۔

نیک تو ایک ہی ہے (متی $\frac{19}{17}$)

پھر مرقس میں اس طرح کے فقرات ہیں:۔

"اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔ یسوع نے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا" (مرقس $\frac{10}{18}$)

بعینہ اسی طرح لوقا $\frac{18}{19}$ میں بھی ہے۔ یوحنا میں اس واقعہ کا ذکر نہیں ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مسیح خود اپنے اقرار کے مطابق کوئی نیک انسان نہ تھے۔ تاویل کرنا کہ کسر نفسی سے مسیح نے ایسا کہا تھا اسی کا جواب یہ ہے کہ عیسائیوں کے اعتقاد کے مطابق مسیح کی انسانیت سب انسانوں کی انسانیت سے بہتر ہے اور اس میں گناہ اور خطا کاری کا کوئی شائبہ نہیں۔ تو پھر جب وہاں کسی طرح کا نقص اور گناہ نہیں تو پھر مسیح کا اپنے آپ کو نیک کا مصداق نہ قرار دینا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کیونکہ کسر نفسی سے وہی قول صحیح ہو سکتا ہے جکی صحت کسی طرح سے ہو سکے۔ مثلاً اور لوگ کیسے ہی نیک ہوں مگر چونکہ ان کی انسانیت میں نقص ہے تو بنا بریں وہ اپنے کو ناقص کہہ سکتا ہے مگر حضرت مسیح کی انسانیت ہر برائی سے منزہ ہے اس لئے وہاں نکوئی کی نفی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی۔ پس جب کسر نفسی کا عذر باطل ہوا تو نکوئی کی نفی کرنے سے مسیح کا اور انسانوں کی طرح غیر معصوم ہونا بداہتہً ثابت ہوا۔ اسی طرح انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اجنبی عورتوں سے اپنے سر پر عطر ڈلوایا (دیکھو متی $\frac{26}{7}$ مرقس $\frac{14}{3}$ یوحنا $\frac{12}{3}$) یوحنا میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ آدھ سیر خالص عطر کا استعمال اس عورت سے آپ نے کرایا۔ اس نے کچھ سر پر ڈالا (مرقس) کچھ پاؤں پر ملا۔ (یوحنا)

لوقا میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ

ایک عورت نے جو اس شہر کی بدچلن اور فاحشہ عورت تھی مسیح کا پاؤں دھویا پھر اپنے بالوں سے پونچھا پھر انہیں چوما اور ان پر عطر ملا۔ (لوقا $\frac{7}{38}$)

یہ واقعہ صرف لوقا میں ہے۔

ظاہر ہے کہ اجنبی عورت بلکہ فاحشہ اور بدچلن عورت سے سر کو اور پاؤں کو ملوانا اور وہ بھی اس کے بالوں سے ملا جانا کس قدر احتیاط کے خلاف کام ہے۔ اس قسم کے کام شریعت الہیہ کے صریح خلاف ہیں۔ امثال میں کیا خوب لکھا ہے کہ

بیگانہ عورت تنگ گڑھا ہے اور فاحشہ گہری خندق ہے وہ راہزن کی طرح گھات میں لگی رہتی ہے اور بنی آدم میں بدکاروں کا شمار بڑھاتی ہے۔

(امثال باب [illegible])

اسی طرح انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ معجزہ سے شراب سازی کا کام پہلا جال

جوابات نصاریٰ

---

۲ مرقس میں دو مرتبہ دعا مانگنے کا ذکر ہے۔ متی میں مسیح کے تین بار دعا مانگنے کا ذکر ہے!

ظاہر کرتے تھے۔ (دیکھو انجیل یوحنا ۲)

(یہ واقعہ صرف یوحنا میں ہے)

دیکھو شراب جیسے ام الخبائث چیز کا بنانا اور شادی کی دعوت کے لئے اس شراب کو پیش کرنا اور خود شرابی اہل مجلس کی دعوت میں معہ والدہ کے شریک ہونا اسی یوحنا میں موجود ہے۔ حالانکہ شراب عہد عتیق کی کتابوں میں قطعی حرام قرار پا چکی تھی۔ حضرت یسعیاہ شراب پینے والوں کی بابت فرماتے ہیں:-

اُن پر افسوس جو مے پینے میں زورآور اور شراب ملانے میں پہلوان ہیں۔ (دیکھو یسعیاہ باب ۵ فقرہ ۲۲)

حضرت ہوسیع فرماتے ہیں:-

بدکاری اور مے اور نئی مے سے بصیرت جاتی رہتی ہے۔ (ہوسیع ۴/۱۱)

دانی ایل نبی بھی شراب کو نجس اور ناپاک کرنے والی بتلاتے ہیں۔ (دانی ایل باب اول فقرہ ۸)

باوجود اس کے کہ اکثر عہد عتیق کی کتابوں میں اسکی ممانعت اور مذمت مذکور تھی۔ لیکن مسیح نے شرائع انبیاء سابقہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور بقول یوحنا شراب بنائی اور شرابی مجلس میں معہ والدہ کے شریک ہوئے۔ حالانکہ خود ہی فرماتے ہیں:-

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی ۵/۱۷)

ان حالات میں مسیح کی شراب سازی خلاف شریعت فعل ہے۔ انجیل کے مطالعہ سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے کذب کو روا رکھا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح کا قول سردار کی لڑکی کی بابت اس طرح منقول ہے:-

تم کیوں غل مچاتے اور روتے ہو لڑکی مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ (متی ۹/۲۴ مرقس ۵/۳۹ لوقا ۸/۵۲)

اس کے بعد مسیح نے کہا اے لڑکی اُٹھ۔ وہ لڑکی اُٹھ کر چلنے پھرنے لگی۔ اس موقعہ پر عیسائی کہتے ہیں کہ وہ لڑکی مر گئی تھی حضرت مسیح کے معجزہ سے زندہ ہوئی۔ چنانچہ لوقا سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ لوقا کے الفاظ یہ ہیں:- اس کی روح پھر آئی اور وہ اسی دم اُٹھی۔

(اس بیان میں لوقا منفرد ہے) روح پھر آنا دلالت کرتا ہے کہ اس کی روح نکل چکی تھی دوبارہ زندہ ہوئی۔ لہذا ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ مسیح نے اس جگہ ناراست بات کہی اور خلاف واقعہ شہادت دی۔ حالانکہ مسیح نے خلاف واقعہ بات کرنے سے خود ہی شاگردوں کو منع کیا ہے۔ (مرقس باب ۱۰/۱۹) خون نہ کر زنا نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی نہ دے۔ امثال ۱۹/۵ میں ہے کہ جھوٹا گواہ بے سزا نہ چھوٹیگا اور جھوٹ بولنے والا رہائی نہ پائیگا۔

اسی طرح یوحنا میں ہے کہ

لوگوں نے مسیح سے کہا کہ تم عید میں جاؤ میں ابھی اس عید میں نہیں جاتا۔ لیکن جب اس کے بھائی عید میں چلے گئے اس وقت وہ بھی گیا۔ (یوحنا ۷/۸)

دیکھو حضرت مسیح نے عید میں جانے سے انکار کیا۔ اور پھر چھپ کے گئے۔ ——— اور متی کے حوالہ سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح نے جھوٹ بولنے اور کتمان حق کرنے کی اجازت بھی دی ہے۔ چنانچہ متی میں ہے:-

تب اس وقت اس نے حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ یہ یسوع مسیح ہے۔ (متی ۱۶/۲۰)

یہ مضمون لوقا اور مرقس میں بھی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب امر حق کے پوشیدہ کرنے کا حکم فرمایا تو صراحۃً ثابت ہؤا کہ اگر کہیں بتانے ہی کی ضرورت پڑے تو خلاف حق ناراست بات کہہ دو۔ ان واقعات سے مسیح کی تعلیم متعلقہ صدق و کذب ظاہر و باہر ہے۔

ہمیں انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح اپنی والدہ کی تعظیم نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ یوحنا میں حضرت مسیح کا قول اپنی والدہ کی نسبت یہ ہے:-

اے عورت مجھے تجھ سے کیا کام (یوحنا ۲/۴)

یوحنا کے خاتمہ پر ہے کہ مسیح نے اپنی ماں اور اپنے عزیز شاگرد کو صلیب کے پاس کھڑے دیکھ کر یوں کہا۔

اے عورت دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے (۱۹/۲۶)

دیکھئے ان ہر دو جملوں سے مسیح نے والدہ محترمہ سے کتنی بے التفاتی کی ہے۔ مقام غور ہے کہ مسیح اپنی والدہ کو سیدھے ماں بھی کہنا گوارا نہیں کر سکے اور القاب تو کجا بلکہ نہایت ادنیٰ لقب سے مخاطب کر کے...

عورت یا ان جیسے لفظ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ والدین کی تعظیم کا حکم اتنا موکد ہے کہ خود خدا تعالےٰ نے لوح موسیٰ پر اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیا تھا۔ (خروج ۲۰/۱۲)

امثال میں لکھا ہے اپنے ماں باپ کو خوشی رکھ، اپنی والدہ کو شادماں رکھ۔ (دیکھو امثال ۲۳/۲۵)

اسی طرح تاکیدی حکم استثنا ۵/۱۶ احبار ۱۹/۳ میں بھی موجود ہے اسی طرح مسیح نے خود فرمایا ہے:-

خدا نے فرمایا ہے کہ باپ کی اور ماں کی عزت کر اور جو باپ یا ماں کو بُرا کہے وہ ضرور جان سے مارا جاوے (متی ۱۵/۴ مرقس ۷/۱۰)

اب جب مسیح نے ماں کی تحقیر اور بے عزتی ظاہر کر کے شرائع سابقہ کے تاکیدی احکام بلکہ خود اپنے ہی قول کے خلاف کیا تو ان کے غیر معصوم اور غیر محفوظ ہونے میں از روئے بائیبل کیا شک رہا۔

ہمیں انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے یہود کے علماء کے حق میں درشت الفاظ اور نہایت سخت کلام کا استعمال کیا ہے۔ متی باب ۲۳ کے فقرات حسب ذیل ہیں:-

اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ آسمان کی بادشاہت کو لوگوں پر بند کرتے ہو۔ (۱۳) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو کہ تم بیوہ عورتوں کے گھروں کو دبا بیٹھتے ہو۔ (۱۴) اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس ہے کہ ایک مرید کرنے کے لئے تری اور خشکی کا دورہ کرتے ہو اور جب وہ مرید ہو جاتا ہے تو اُسے اپنے سے دونا جہنم کا فرزند بنا دیتے ہو۔ (۱۵) اے اندھے راہ بتانے والو (۱۶) اے احمقو اور اندھو (۱۷) اے اندھو (۱۹)

اے سانپو اے افعی کے بچو تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے (۳۳) اے سانپ کے بچو (لوقا ۳/۷)

اے بے اعتقاد اور کجرو قوم (لوقا ۹/۴۱) تم اپنے باپ ابلیس سے ہو (یوحنا ۸/۴۴) بے ایمانوں کو مسیح نے کتا کہا دیکھو کنعانی عورت کا قصہ (متی ۱۵/۲۶)

جوابات نصاریٰ۔ مسیحیوں کے اعتراضات کے جوابات۔ قیمت ۸ر پتہ:- منیجر اہلحدیث امرتسر

ہے ہمارے دشمن ... آئے ...

... (متی ...) ... [illegible]

ایک طرف تو یہ مسیح کی سنت کی مثالیں ہیں اور دوسری طرف مسیح کے یہ فقرات ہیں :-

لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہوگا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہوگا اور جو اس کو احمق کہیگا وہ آگ کے جہنم کا سزاوار ہوگا۔

(متی ۵/۲۲)

اب مسیح کے الفاظ ناظرین کے سامنے ہیں۔

ہمیں انجیل کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسیح نے اپنے عہدے کا مقصد بھی پورا نہ کیا۔ دیکھو مسیح خود فرماتے ہیں۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ (یوحنا ۱۶/۱۲)

پس جب مسیح کی نسبت یہاں تک لکھا ہے کہ وہ فریضہ تبلیغ کو بھی ناقص و ناتمام چھوڑ کر گئے۔ تو صاف معلوم ہوا کہ مسیح نے خدا کی تمام باتیں اس کے بندوں تک نہیں پہنچائیں یہ اکیلا الزام جو انجیل کے حوالہ سے ظاہر ہے سب الزاموں سے ڈبل ہے۔ اور شان رسالت کی تنقیص کا باعث ہے۔

نوٹ | یہ نتائج انجیلی حوالجات پر مبنی ہیں۔ اہل اسلام ان کے ذمہ وار نہیں ہیں۔

(باقی باقی)

جماعت اہل حدیث کی جماعتی پراگندگی

اور

اصحاب ورد کی نیک مساعی

(از قلم مولوی محمد صاحب چکر دھر پوری)

عرصہ دراز سے میں جماعت اہل حدیث کی ناگفتہ بہ انتشار، خطرناک پراگندگی اور رو بہ زوال حالات کا نہایت سوز و درد سے مطالعہ کر رہا ہوں۔ ایک نہیں بیسیوں مضامین جماعتی تنظیم و تالیف، اور آپس کے اختلافات و اشتتات کے متعلق دیکھنے میں آئے۔ نہایت قیمتی سے قیمتی تجاویز بھی زینت صفحات بنیں۔ بہترین اسکیمیں بھی بنائی گئیں۔ مگر افسوس یہ حقیقت کتنی تلخ اور مایوس کن ہے کہ جتنی ترکیبیں سنورنے کی کی گئیں اتنا ہی الجھاؤ پیدا ہوتا گیا۔ جتنی کوشش حقیقت سے قربت کی کی گئی اتنا ہی بعد ہوتا گیا۔ آج حال یہ ہے (خدا میرا خیال غلط کرے) کہ جماعت اہل حدیث من حیث الجماعت تقریباً مردہ ہو چکی ہے۔ زندگی کی روح فنا ہو چکی ہے۔ رہے سہے آثار حیات بھی تدریجی طور پر مٹتے جا رہے ہیں۔ کتاب و سنت کا وہ شوق و ذوق جو آج سے ... [illegible] ...

اطاعت کتاب کا یہ خلاصہ ہے۔ کیا انہیں لچھنوں سے ہم زندہ جماعت میں شمار کئے جا سکتے ہیں؟ کیا ہماری حالت اور ان متبدعین و جامدین کی حالت میں کچھ بھی فرق ہے جو مزے لے کر کے نقیر بن کر روایتی و سماعی باتوں پر شدت سے معتقد ہیں اور اپنے دل کی گہرائیوں سے اسے اپنا ذریعہ نجات اور آخری جادۂ عمل سمجھے ہوئے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ جیسے کتاب و سنت کے اثرات سے ان کے دل خالی اور ان کا ذوق اپا کر رہا ہے۔ ویسا ہی ہمارے دل اور زبان عملاً کتاب و سنت اور سلف صالحین کے "اسوۂ عمل" کے باغی اور سرکش ہو رہے ہیں۔ جس طرح دوسری جماعتوں نے اپنے کو ہلاکت و خباثت کے دلدل میں پھنسا دیا تھا صرف اس وجہ سے کہ ان کا یہ اعتقاد راسخ ہو چکا تھا کہ عملی تعلیم احکام اسلام و فرامین رسول انام پر ضروری نہیں بلکہ چند چھوٹے چھوٹے مسائل کو اپنا سرمایۂ عمل بنا کر جنت پہنچ ... [illegible] ... سمجھ بیٹھے تھے۔ انجام کار ہمارے سامنے ... [illegible] ...

کر رہا ہے ... [illegible] ... سے ٹکرا دیتی ہیں اور ... بوڑھے ... ہیں کیا ہم کیا جماعت اہل حدیث نے ہندوستان میں پہلے پہل ... حریت نہیں کیا تھا؟ کیا پنجاب کا چپہ چپہ اور بالاکوٹ کے میدان کا رزار کا ذرہ ذرہ اور وادئ سرحد کی پہاڑیاں ان کی مساعی جلیلہ کی زندہ یادگار نہیں ہیں؟ کیا بدعت و شرک کے خلاف تقریریں و تحریریں نہیں نکلتی تھیں؟ کیا وہ مسلک تقیہ سے لساناً انکار کرتے ہوئے عملاً اس کی تائید کرتے تھے؟ ہرگز نہیں۔ آج کیا ہو رہا ہے مصلحت بینی جو بہتیرے ذمہ دار اہل حدیث اپنے مسلک اور مشہور شیوۂ اعلان حقانیت کو پامال کر رہے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں جبکہ خضر ہی غلط رہنمائی کریں تو منزل مقصود تک رسائی معلوم اور لیلئ مطلوب سے وصال خواب و خیال۔

گستاخی معاف! ہمارے علماء جو صحیح معنوں میں ہماری رہنمائی کے ذمہ دار تھے آج اپنے فرائض کو فراموش کر کے ہم عوام کو گمراہی اور بادیہ ضلالت میں "خبط عشوا" بنا کر بھٹکا پھر رہے ہیں۔ ہماری جماعت کا طرۂ امتیاز مسلک "کتاب و سنت" کا اتباع اور روایات و محدثات سے ابا تھا۔ مگر آج خود ہماری جماعت میں ایک نہیں چند پارٹیاں بن گئی ہیں اور ایسی پارٹیاں کہ اگر ایک پارٹی سے انکار کیجئے تو جہنم کے "طبقہ سفلی" کے یقیناً مستحق ٹھہرئیے۔ اگر ان کے خانہ ساز "لائحہ عمل" سے سرمو انحراف کیجئے تو گردن زدنی اور قابل کشتنی ٹھہرئیے۔ ہر پارٹی اپنی اپنی ڈفلی بجا رہی ہے اور ٹولی ٹولی بنا کر اجتماعی طاقت کو نہایت بے دردی اور سفاکی سے ذبح کر رہی ہے۔

خدا ان علماء کی قبر پر رحمت کے پھول برسائے جنہوں نے اہل حدیث کانفرنس کی شکل میں ایک متحدہ پلیٹ فارم بنایا تھا مگر افسوس فلک کج رفتار کو جماعت کی اتحاد و ائتلاف کی پیاری ادا ایسی زہر معلوم ہوئی کہ آج اس کے خلاف بہت سے اصحاب کسی ذاتی رنجش کی وجہ سے جو برکات ... رنج دہی سے، استیصال کے ... ادب سے تمام ... اصحاب جماعت کی خدمت میں ... کرونگا کہ خدا کے لئے ... [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵۴

یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد ۳۶ — نمبر ۲۴

اہلحدیث

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترکت فیکم امرین کتاب اللہ و سنتی

اخبار — امرتسر

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن — پس حدیث مصطفیٰ بر جان مسلم داشتن

دفتر اہلحدیث کٹرہ بھائی امرتسر

تاریخ اجرا ۲۲ شعبان ۱۳۲۱ھ — ۱۳ نومبر ۱۹۰۳ء

مدیر مسئول ابو الوفاء ثناء اللہ

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ ۱۰ عہ

رؤسا و جاگیرداروں سے ،، ۵ عہ

عام خریداران سے ،، ۴ عہ

،، ،، ششماہی ۲ عہ

ممالک غیر سے سالانہ ۱۰ شلنگ

فی پرچہ - - - - ۲ر

اجرت اشتہارات کا فیصلہ

بذریعہ خط و کتابت ہو سکتا ہے

جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) مالک اخبار "اہلحدیث" امرتسر ہونی چاہئے۔

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبوی علیہ السلام کی اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور جماعت اہل حدیث کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہئے۔

(۲) جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہئے۔

(۳) مضامین مرسلہ بشرط پسند مفت درج ہونگے

(۴) جس مراسلہ سے نوٹ لیا جائیگا۔ وہ ہرگز واپس نہ ہوگا۔

(۵) بیرنگ ڈاک اور خطوط واپس ہونگے۔

امرتسر ۲۳ صفر المظفر ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۹ء یوم جمعۃ المبارک (۴۵۳)

فہرست مضامین

نعت شریف - - - - - ص۱

انتخاب الاخبار - - - - - ص۲

بھائیوں کا صراط مستقیم اور جنت - - - ص۳

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم - - - ص۴

تردید کفارہ مسیح - - - - ص۵

میرا پیام مسلمانوں کے نام - - - ص۶

حسبنا کتاب اللہ پر علمائے شیعہ غور کریں - ص۷

بلاغ للناس - - - - - ص۸

منبر و خطیب کی ایک زندہ تصویر - - - ص۹

گلستان رحمت کے تین پھول - - - ص۱۰

فتاوے - - - - - ص۱۱

متفرقات - - - - - ص۱۲

کی مطلع منتظم - اشتہارات - - - ص۱۵،۱۶

نعت شریف

(از قلم مولوی بہار احمد صاحب فہیم چھاؤنی نصیر آباد۔ راجپوتانہ)

گنجینۂ اسرار ہیں سرکار مدینہ
آئینۂ اظہار ہیں سرکار مدینہ

جس آپ نے کی کھیتیاں ایمان کی شاداب
وہ ابر گہربار ہیں سرکار مدینہ

اللہ رے وسعت کدۂ رحمت عالم
ہر شخص کے غم خوار ہیں سرکار مدینہ

دشمن پہ بھی اللہ غنی آپ کے احسان
تحسین کے حقدار ہیں سرکار مدینہ

کی حق سے دعا جس نے مخالف کیلئے بھی
وہ پیکر ایثار ہیں سرکار مدینہ

ظلمتکدۂ کفر ہے منت کش اسلام
آئینۂ انوار ہیں سرکار مدینہ

شادی میں کریں ترک رسومات قبیحہ
وہ آپکے انصار ہیں سرکار مدینہ

اچھا ہے فہیم اس میں کہ ہم چھوڑ دیں اُن کو
جن رسموں سے بیزار ہیں سرکار مدینہ

حضرت ہارون علیہا السلام کو نبی کیا گیا یا مرزا صاحب کے بعد مولوی نورالدین صاحب خلیفہ قادیانی ہوئے۔

بعد بمعنے غیر حاضری۔ جیسے قرآن مجید میں ہے :-

ثم اتخذتم العجل من بعدہ

یعنی بنی اسرائیل نے جناب موسیٰ کے پہاڑ پر جانے کے بعد گوسالہ پرستی اختیار کی۔

بعد بمعنے خاتمہ۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرکے عرض کی۔ انت الاخر فلیس بعدک شیئ۔ الٰہی تو سب کے آخر ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ تو نہ رہے اور کوئی اور شئے رہ جائے۔ اسیطرح حضرت موسیٰ کے ذکر پر فرمایا ولقد اتینا موسی الکتاب وقفینا من بعدہ بالرسل یعنی موسےٰ کو ہم نے تورات دی پھر اسکے فوت ہو جانے کے بعد ہم نے کئی پیغمبر بھیجے۔

مسئلہ بعد کا لفظ۔ حکومت یا شریعت کا زمانہ ختم ہو جانے پر بھی بولا جاتا ہے جیسے حکومت کے متعلق فرمایا :-

ثم جعلناکم خلٰئف فی الارض من بعدھم

یعنی پہلوں کی حکومت ختم ہو جانے کے بعد ہم نے تمہیں زمین کا خلیفہ بنایا۔

شریعت کے ختم ہو جانے کے بارے میں ارشاد ہے :-

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں اس بات کی کہ میری شریعت کے بعد احمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ابدی شریعت کا دور آئیگا

خلاصہ یہ کہ بعد کے معنے پیچھے کے ہیں خواہ کسی صورت میں ہو۔ بنابریں حدیث انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی کے معنے ظاہر و باہر، واضح و عیاں ہیں کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہ بنایا جائیگا نہ آپ کو نبوت عطا ہونے کے معًا بعد کسی کو نبوت ملی، نہ آپ کی حیات بابرکات میں کوئی آپ کی نبوت میں شریک تھا نہ غیر حاضری میں کوئی نبی بنایا گیا۔ وفات کے بعد قیامت تک کسی کو نبی بنایا جائیگا۔ اور یہ بھی نہ ہوگا کہ آپکی شریعت ختم کرکے کسی اور کو شریعت عطا کی جائے۔

(باقی باقی)

تردید کفارہ مسیح

(از قلم مولوی عبدالرؤف صاحب از جھنڈے نگر بستی)

(۳)

اس مضمون کی پہلی قسط مندرجہ "اہلحدیث" مورخہ ۲۴۔ مارچ تیسرے کالم میں یوں شروع ہوتی ہے :-

"المائدہ مسیحی ماہوار پرچہ نے سنہ رواں کے فروری میں وقوع کفارہ سے متعلق" الخ

اس فقرے میں "سنہ رواں" کی بجائے "۱۹۳۸ء" ہونا چاہئے۔ ناظرین تصحیح کرلیں۔ (مدیر)

مسئلہ کفارہ عیسائی مزعومات کے مطابق نہیں

عیسائیوں کا خیال ہے کہ مسیح ہمارے سب اگلے پچھلے گناہوں کے لئے کفارہ ہے۔ ایک عیسائی شاعر کا شعر ملاحظہ ہو ؎

دلِ ناپاک کا دارو تمہارا خونِ اقدس ہے
ہو بھایا زخم دل کا تم دوائے دردِ عصیاں ہو

دوسرا شاعر کہتا ہے ؎

اگر آباد عیسیٰ سے ہمارا قلب ویراں ہو
تو پھر محشر میں کیونکر مجھکو رنجِ داغِ عصیاں ہو

(المائدہ ماہ دسمبر ۱۹۳۷ء)

عیسائی حضرات کا کفارہ کے متعلق خیال ظاہر ہے مگر مسیح انکے خیالی اعتقاد کی سختی سے انکاری ہیں :-

مجرم نہ ٹھیراؤ تم بھی مجرم نہ ٹھیرائے جاؤگے۔ خلاصی دو تم بھی خلاصی پاؤگے۔ (لوقا ۶/۳۷)

دیکھو یہاں مسیح خلاصی و نجات کا مدار اپنے خون اقدس پر نہیں کرتے۔ قول الانجیل متی میں اس طرح ہے :-

"تم آدمیوں کا قصور معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تمہیں معاف کریگا اور اگر تم آدمیوں کا قصور معاف نہ کروگے تو تمہارا باپ بھی تمہارے قصور معاف نہ کریگا۔ (متی ۶/۱۴)

صاف ظاہر ہے کہ مسیح نے نجات کا وعدہ اپنے ذمہ نہیں لیا اور نہ اپنے کو سب کے گناہوں کا فدیہ بتلایا ہے۔ اگر مسیح بہرحال منجی ہیں تو ہمارے نیک عمل پر آسمانی باپ کی بخشش کا مدار کیوں ہے؟

لوقا میں مسیح کا فرمان ہے :-

"میں تجھ سے کہتا ہوں کہ جب تک تو دمڑی دمڑی ادا نہ کرے وہاں سے ہرگز نہ چھوٹیگا۔ (لوقا ۱۲/۵۹)

دیکھئے نجات کو اپنے خون پر نہیں بلکہ ذرہ ذرہ کوڑی کوڑی کی ادائیگی پر موقوف کیا ہے۔ مرقس میں مسیح کا فرمان ہے :-

"اگر تمہیں کسی سے کچھ شکایت ہو تو اسے معاف کرو تاکہ تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارا قصور معاف کرے۔ (۱۱/۲۵)

مسیح کا فرمان متی میں ہے :-

جو مجھے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت (نجات) میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے اس دن (قیامت کے دن) بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند اے خداوند کیا ہم نے تیرے نام سے نبوت نہیں کی اور (کیا) تیرے نام سے بدروحوں کو نہیں نکالا؟ اور (کیا) تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھلائے؟ اس وقت میں ان سے صاف کہدونگا کہ میں کبھی تم سے واقف نہ تھا اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ (متی ۷/۲۱)

ظاہر ہے کہ مسیحی عقائد کے مطابق نسلی گناہ کی وجہ سے کوئی انسان گناہگار ہونے سے نہیں بچ سکتا اور حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ میں اپنے پاس سے ان کو ہٹا دونگا اور کسی طرح کی کوئی دستگیری نہ کرونگا۔ اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ مسیح ایسے عیسائیوں سے بھی کنارہ کشی اور اظہار بیزاری کرینگے جو اظہار کرامات کے درجے اور نبوت کے منصب تک پہنچ گئے تھے۔ جب مسیح کا اس موقعہ پر ناواقف بن کر علیحدہ ہو جانا ثابت ہوگیا جہاں کہ انسانوں کو دستگیری و مگلو خلاصی کی سخت ضرورت ہوگی

اور پھر ایسے مسیحی لوگوں سے جو خداوند یسوع مسیح کہنے والے اور معجزوں کے ظاہر کرنے والے تھے تو اب یہ سمجھنا کس قدر زعم باطل ہے کہ مسیح کا خون ہمارے گناہوں کا فدیہ اور ہمارے نسل گناہوں کی سزا کا کفارہ ہے۔ مسیح کا فرمان ہے :-

"اور جو کوئی ابن آدم کے خلاف کوئی بات کہیگا وہ تو اُسے معاف کی جاویگی مگر جو کوئی روح القدس کے برخلاف کوئی بات کہیگا وہ اُسے معاف نہ کیجاویگی نہ اس عالم میں نہ آنے والے میں"۔ (متی ۳۲/۱۲)

یہاں روح سے مراد نبی ہے جیساکہ نامہ اول یوحنا سے ظاہر ہوتا ہے۔

اے عزیزو! ہر ایک روح کا یقین نہ کرو بلکہ روحوں کو آزماؤ کہ وہ خدا کی طرف سے ہیں یا نہیں کیونکہ بہت سے جھوٹے نبی دنیا میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ (۱/۴)

پس عیسائی اپنا حشر سوچ لیں کہ مسیح کے بعد انہوں نے کسی نبی کو برخلاف بات کہنے اور مذموم الزامات کے عائد کئے بغیر چھوڑ دیا اور اپنی تحریروں اور تقریروں سے کونسا سال کونسا ماہ کونسا دن انبیاء کرام کو موردِ طعن بنائے بغیر چھوڑ دیا ہے۔

آہ۔ انبیاء کرام بزبان حال عیسائیوں کو مخاطب کرکے کہتے ہیں ؎

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو
کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے

اور جرم اتنا بڑا کہ نہ اس عالم میں معاف ہونے والا نہ آنے والے میں۔ اب کون کہہ سکتا ہے کہ مسیح بہرحال ہمارے لئے فدیہ و کفارہ ہے۔ جو ہمیں اس ابدی سزا سے اُس عالم میں بچا لیگا۔

نامہ یعقوب کا مضمون یہ ہے :-

"اگر تم پڑوسی سے اپنی مانند محبت رکھتے ہو تو اچھا کرتے ہو لیکن اگر تم طرفداری کرتے ہو تو گناہ کرتے ہو کیونکہ جس نے ساری شریعت پر عمل کیا اور ایک ہی بات میں خطا کی وہ ساری باتوں میں قصوروار ٹھہرا"۔ (نامہ یعقوب باب ۲)

اس مضمون کی تائید مسیح کے اُس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس میں مسیح نے ایسے لوگوں سے ان کے کسی گناہ پر اپنی برأت کی ہے جو منصب نبوت اور اظہار کرامت کے درجہ تک پہنچ گئے تھے۔ (متی ۲۱/۷)

مقام غور ہے کہ کون عیسائی ایسا ہے جس سے کوئی ایک گناہ کبھی سرزد نہیں ہوا۔ جب مسیح کے سوا انبیاء کرام بھی بقول عیسائیان معصوم نہیں تو پھر عیسائیوں اور پادریوں کی عصمت کس طرح مانی جاسکتی ہے۔ پس عیسائی اپنا حشر سوچ لیں کہ جب ایک قصور پر وہ ساری شریعت کے مجرم ہوتے ہیں تو اس دن خداوند خداوند کہنے سے کیونکر نجات پاجاوینگے۔

نامہ عبرانیوں کا مضمون یہ ہے :-

حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھکر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی ہاں عدالت کا ایک ہولناک انتظار اور غضب ناک آتش باقی ہے۔ (عبرانیوں ۲۶/۱۰)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایمان لانے کے بعد اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اس کی نجات کا کوئی ذریعہ نہیں بلکہ وہ جہنم کا سزاوار ہے کیونکہ مسیح کی قربانی ایسے گناہگاروں کے لئے نہیں ہے جو ایمان لانے اور مسیحی بننے کے بعد مرتکب گناہ ہوئے ہوں۔

آہ! ہمیں افسوس ہے اور اس افسوس کے ساتھ رنج بھی ہے کہ عیسائیوں کا کفارہ سراپا باطل نکلا۔ اور ان کی نجات کا رہا سہا سہارا بھی ان کے لئے مفید نہ ہوا۔ اس افسوس میں ہمیں ایک شعر مناسب حال یاد آیا۔ وہ یہ ہے :- ؎

جس گل سے تھی امید چڑھائیگا لاکے پھول
گل کر گیا چراغ وہ میرے مزار کا

(باقی)

میرا پیام مسلمانوں کے نام

(از مولوی عبدالغفور صاحب فلسفی عظیم آبادی مدرس مدرسہ انوار احمدیہ آرہ)

مسلمانو! ذرا غفلت سے اب ہشیار ہو جاؤ
نہیں اب وقت سونے کا اٹھو بیدار ہو جاؤ
مٹا دو ظلمتِ شرک اور بدعت زور بازو سے
سراپا تم جہاں میں پیکرِ انوار ہو جاؤ
مٹایا تھا جہاں سے جس طرح لات و ہبل عزیٰ
کہو اصنام سے پھر خود بخود مسمار ہو جاؤ
سراپا گفتگو کوئی ہو تم کردار ہو جاؤ
اُبھر کر پھر جہاں میں حیدر کرار ہو جاؤ
مصیبت پر مصیبت نے تمہیں آکر کے گھیرا ہے
ہٹانے کے لئے تم اس کو اب تیار ہو جاؤ
سبق تم نے دیا آکر کے آزادی کا لوگوں کو
جہانِ حریت میں سرورِ احرار ہو جاؤ
کہاں تک تفرقے آپس میں رکھوگے مسلمانو
تم اک رشتہ میں ہو کر موتیوں کے ہار ہو جاؤ
تمہارے دشمنوں نے تم کو سوچا ہے مٹانے کو
مقابل میں تم ان کے لشکر جرار ہو جاؤ
تمہارے عزم راسخ کو ہمالہ بھی نہ روکے گا
اگر تم تیغ پھر دہر میں اک بار ہو جاؤ
مسلمانو! رہ اسلاف کے دلدار ہو جاؤ
عرب کے پھر وہی شیر ببر سوار ہو جاؤ
ذرا سی بات میں ہو جائیں آساں مشکلیں ساری
اگر تم پیروانِ احمد مختار ہو جاؤ

بنام قوم مسلم یہ پیام فلسفی پہنچے
کہ پھر اصلاح عالم کے لئے تیار ہو جاؤ